حضرت عمر کے سرکاری خطوط

از

(جناب ڈاکٹر خورشید احمد صاحب فارق استاذ ادبیات عربی دہلی یونیورسٹی)

ابن الندیم (م ۳۸۵ھ) کی فہرست کی طرف رجوع کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر کے سرکاری خطوط کبھی کتابی شکل میں مرتب نہیں ہوئے۔ پہلی، دوسری اور تیسری صدی ہجری میں ابتدائی سو سال کی سیاسی شخصیتوں کی زندگی کے مختلف گوشوں پر بہت کچھ لکھا گیا جس طرح فتوحات اور سیاسی فتنوں پر بہت سے کتابچے تصنیف ہوئے اور یہ بات حیرت کا باعث ہی نہیں بلکہ دل میں بھی نہیں کھٹکتی کہ حضرت عمر جیسی ممتاز اور مقبولِ عام شخصیت کے سرکاری خطوط کسی مصنف نے یک جا نہ کئے ہوں جب کہ ان کی سیاست و انتظام کے دیگر شعبوں پر مستقل رسالے لکھے گئے ہوں اور نسبتۃً کم اہم یا غیر اہم موضوعات پر خامہ فرسائی کی گئی ہو۔ ابن الندیم نے تصریح کی ہے کہ مورخ مدائنی (م ۲۲۵ھ) نے رسول اللہ کے عہدناموں، ان کے بادشاہوں کے نام خطوط، ان کے صلحناموں، اور اُن کی تقریروں پر مستقل رسالے لکھے تھے، اور اسی طرح حضرت علی کی تقریروں اور سرکاری خطوط کو بھی جمع کیا تھا۔ یہ تو خیر اہم موضوع تھے، ایسے کم اہم موضوع جیسے خلفاء کی مہریں، رسول اللہ کی عطا کردہ جاگیریں، رسول اللہ کی ظرافت پر بھی کتابچے لکھے گئے تھے، اور یہ کتابچے دس بیس نہیں بلکہ سیکڑوں ہزاروں کی تعداد میں چند در چند موضوعات پر چوتھی صدی ہجری میں ابن الندیم کی کتاب گھر واقع بغداد میں موجود تھے۔ بنا بریں یہ باور کرنا مشکل معلوم ہوتا ہے کہ کسی مصنف کی توجہ تاریخ اسلام کے اس بڑے ہیرو کے خطوط مرتب کرنے کی طرف مبذول نہ ہوئی ہو۔

حضرت عمرؓ کے خطوط جمع کرنے کی میں نے کوشش کی ہے اور میرا مرجع ہے وہ تاریخی، ادبی اور فقہی سرمایہ، جو ہم تک پہنچا ہے۔ یہ کہنا تو غلط ہوگا کہ حضرت عمرؓ کے سارے موجودہ خطوط کا استقصار کر لیا گیا ہے، ہاں یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان کے موجودہ خطوط کا بڑا اور اہم ترین حصہ سیاق و سباق کی ترتیب کے ساتھ جمع ہو گیا ہے۔

یہ خطوط زیادہ تر قدیم ترین عربی کتابوں سے لئے گئے ہیں، یہ کتابیں فتوح الشام واقدی کو چھوڑ کر بالعموم مستند خیال کی جاتی ہیں، اِن کے ماخذ وہ رسالے اور کتابچے تھے جو پہلی یا دوسری صدی ہجری میں تصنیف ہوئے تھے یا وہ اہلِ علم تھے جنہوں نے پہلی اور دوسری صدی میں اپنے شیوخ سے زبانی معلومات فراہم کر کے سینہ میں محفوظ کر لی تھیں۔ تاریخ طبری میں حضرت عمرؓ کے متعدد خطوط بصیغۂ متکلم ان کی طرف منسوب کئے گئے ہیں اور ایک بڑی تعداد ایسی ہے جن کا محض خلاصہ بصیغۂ غائب بیان کیا گیا ہے، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ کے تیرہ سالہ اور انتہائی مصروف و واقعات سے بھرپور دورِ حکومت کے سرکاری خطوط کا بہت سا حصہ ہم تک پہنچا ہی نہیں ہے۔ اس نوع کے خطوط یعنی جن کا ملخص بصیغۂ غائب بیان ہوا ہے جس جس کتاب میں ملے ہیں نظر انداز کر دئے گئے ہیں اور صرف وہ خط لئے گئے ہیں جو بصیغۂ متکلم وارد ہوئے ہیں۔

واقدی (م ۲۰۷ھ) کی فتوح شام و مصر میں بھی حضرت عمرؓ کے خطوط کی خاصی تعداد ہے بہت سے ناقدوں کی نظر میں یہ کتاب میزانِ اعتبار سے گری ہوئی ہے کیونکہ اس میں ایسی تفصیلات ہیں جن میں افسانوی رنگ جھلکتا ہے، جو روایت کے اصولِ انجاز سے ٹکراتی ہیں، جن میں بعض افراد اور سنین تاریخ کے مسلمہ افراد اور سنین سے بہت مختلف ہیں، با ایں ہمہ یہ کہنا بہت مشکل ہے کہ فتوح الشام نامی کتاب واقدی کی تصنیف نہیں ہے کیونکہ ایک سے زیادہ قدیم مصنف نے اُس کی تصنیفات میں اس کتاب کا نام لیا ہے، اور اس کا وہ حصہ جو عام تاریخوں سے بعض تفصیلات و تصریحات میں مطابقت رکھتا ہے۔

غیر مطابق حصہ سے مقدار میں زیادہ ہے، بہت ممکن ہے کہ اس کی بعض تفصیلات موضوع ہوں یا راویوں کی رنگ آمیزی اور مذہبی جوش کی مرہون۔ اس میں حضرت عمر کے جو خط بیان ہوتے ہیں وہ شاید جعلی نہیں ہیں، البتہ ان میں لفظی و معنوی تصرف ضرور کیا گیا ہے، کیوں کہ ان میں حضرت عمر کا مخصوص لہجہ اور انداز بدلا ہوا نظر آتا ہے۔

حضرت عمر کے ایسے خطوط کی تعداد بھی کم نہیں جو ایک سے زیادہ کتابوں میں مذکور ہیں اور جن کے نسخے ہر کتاب میں کیا لفظاً اور کیا معنًی مختلف ہیں اور کہیں کہیں یہ اختلاف بہت زیادہ گہرا ہو گیا ہے۔ اس فرق کا سبب کہیں تو کاتبوں کی بے توجہی اور دراندازی ہے اور کہیں راویوں کی بھول چوک اور خاص میلان کو اس میں دخل ہے۔ جیسا کہ حدیث کے باب میں ہم دیکھتے ہیں۔ ایسے مشترک خطوط جن کا متن ایک دوسرے سے بہت مختلف ہے الگ الگ بیان کر دیئے گئے ہیں۔

خلیفہ ہو کر حضرت عمر کا پہلا خط

(الف) بروایت طبری (تاریخ الملوک مصر ۴/ ۵۴)

ابو عُبیدہ بن جرّاح کے نام

"میں تم کو اس خدا سے ڈرنے کی تلقین کرتا ہوں جو ہمیشہ رہنے والا ہے اور جس کے سوا ہر شے فانی ہے، جس نے ہم کو گمراہی سے نکال کر سیدھا راستہ دکھایا اور جہالت کے اندھیرے سے ہٹا کر علم کی روشنی میں لا کھڑا کیا۔

(۲) میں تم کو خالد بن ولید کے لشکر کا سپہ سالار مقرر کرتا ہوں، مسلمانوں کی بہبودی اور سربراہ کاری میں لگ جاؤ جو تمہارے اوپر بحیثیت امیر کے عائد ہوتی ہے۔

(۳) غنیمت کی امید میں مسلمانوں کو جان جوکھوں کی کسی مہم پر نہ بھیجو۔

(۴) ان کو کہیں بھیجنے سے پہلے جاسوسوں کے ذریعہ مقامی حالات، در راستہ کے بارے پوری تحقیق کر لو۔

(۵) جب کہیں رسالہ بھیجو تو اس بات کا خیال رکھو کہ اس میں شرکت کرنے والوں کی تعداد کافی ہو۔

(۶) تمہارا کوئی فعل یا فوجی پالسی ایسی نہ ہو جس سے مسلمان تباہ ہو جائیں۔

(۷) خدا کی طرف سے یہ آزمائش ہے کہ میں تمہارا حاکم اور تم میرے ماتحت ہو گئے ہو، لہذا میری تاکید ہے کہ دنیا کے ٹھاٹ باٹ سے اپنی نظر ہٹائے رکھو اور دنیا کی محبت دل میں نہ آنے دو، خبردار کہیں ایسا نہ ہو کہ دنیا کی محبت تم کو ہلاک کر دے جس طرح پچھلی قوموں کو ہلاک کیا، تم نے ان کی تباہی اپنی آنکھوں سے دیکھ لی ہے

(ب) پہلا خط بقول ابن عساکر (تاریخ الکبیر، مصر، ۱/۱۵۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ عبداللہ عمرؓ امیر المومنین کی طرف سے **ابو عبیدہؓ ابن جراح** کو سلام علیک۔

میں اس معبود کا سپاس گذار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، تم کو معلوم ہو کہ ابو بکر صدیق رسول اللہ کے جانشین رحلت کر گئے، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن، خدا کی رحمت اور برکتیں ہوں ابو بکر پر جو عامل بالحق، آمر بالقسط اور آخذ بالعرف تھے جو پاکباز اور صلح جُو تھے، نرم مزاج اور بُردبار تھے۔

(۲) میری تمنا ہے کہ تقوی کے ذریعہ برائی سے بچ کر خدا کی رحمت کا مستحق بنوں، جب تک زندہ ہوں اس کی اطاعت میں لگا رہوں، مرنے کے بعد جنت سے بہرہ ور ہوں، بے شک خدا ہر بات پر قادر ہے۔

(۳) مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے دِمشق کا محاصرہ کر لیا ہے۔

(۴) میں تم کو مسلمانوں کا سالار مقرر کرتا ہوں۔

(۵) تم حمص اور دمشق کے نواحی نیز شام کے دیگر علاقوں میں رسائے پھیلادو

مگر اس باب میں اپنی رائے اور دوسرے مسلمانوں کی رائے سے کام کرو، صرف میرے لکھنے سے اپنا لشکر خطرہ میں نہ ڈال دینا جس سے دشمن کو تمہیں نقصان پہنچانے کا حوصلہ ہو۔

۶- جو لوگ تمہارے پاس زائد ہوں، انھیں میرے پاس بھیج دو، اور جو محاصرہ میں تمہارے لئے ضروری ہوں ان کو پاس رکھو، خالد بن ولید کو بھی روک لو، کیوں کہ ان کے بغیر تمہارا کام نہیں چل سکتا۔

(ج) پہلا خط بسند اعثم کوفی (تاریخ فتوح، بمبئی ص ۲۵-۲۶)

شام کے مسلمانوں کے نام

عمر بن خطاب کی طرف سے شام کے مسلمانوں کو سلام علیک۔

ابو بکر کی وفات سے رسول اللہ کی امت پر ایک سنگین مصیبت نازل ہوئی ہے۔

ابو بکر جو حق گو، حلیم، متواضع، رحیم اور راستباز تھے، جن کی روش تھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر، جو خدا ترس اور پاکباز تھے، جن کو دنیا سے لگاؤ نہ تھا۔

۲- رسول اللہ کی امت ایسے رہبر سے محروم ہوئی اور خلافت کے معاملات میں ان کی وفات سے سخت خلل پیدا ہوا، مگر خدا کو یہی منظور تھا، ہر شخص کو موت کا پیالہ پینا ہے، انسان کے لئے اس کے سوا چارہ ہی کیا ہے کہ صبر سے گردن جھکادے۔

(۳) اس سخت حادثہ کے رونما ہونے سے پہلے انھوں نے ممتاز مہاجر و انصار صحابہ کے سامنے مجھے اپنا خلیفہ مقرر کیا، اور اس سنگین امانت کا بار میرے کندھوں پر رکھا۔ میں نے اس بھاری ذمہ داری کو لینے سے بہت گریز کیا مگر مجھے کامیابی نہ ہوئی، مجبوراً مجھے سر جھکانا پڑا، اب ضروری ہے کہ مسلمانوں کی بہبودی اور ان کی مہموں کی ترتیب

و تنظیم میں جہاں تک میرے امکان میں ہے، کوشش کروں۔

۴۔ مصلحت کا تقاضہ ہے کہ خالد بن ولید شامی فوجوں کی سپہ سالاری سے الگ ہوں اور یہ عہدہ ابو عبیدہ بن جراح کو سپرد کیا جائے۔

۵۔ آپ لوگ جب اس خط کے مضمون سے واقف ہوں اس وقت سے ابو عبیدہ آپ کے سالار ہیں، اپنے سارے معاملات میں ان کی طرف رجوع کیجئے، دشمن سے جنگ میں ان کی رائے اور حکم کے مطابق عمل کیجئے۔

اس خط کے ساتھ ذیل کا خط ابو عُبیدہ کو لکھا۔

ابو عُبیدہ بن جرّاح کے نام

" بحمد اللہ تمہارے پاس اتنی فوج ہے کہ دمشق کا محاصرہ بخوبی کر سکتے ہو۔

۲۔ یہ خط پڑھ کر افسرانِ فوج کو جمع کرو اور ان کے سامنے ساتھ والا خط پڑھ کر سناؤ، تاکہ ان کو تمہاری سپہ سالاری اور خالد کی معزولی کا علم ہو اور وہ ان کی بجائے تمہارے حکم کی تعمیل کریں۔

۳۔ جن فوجی افسروں کی تم کو ضرورت نہ ہو ان کو میرے پاس بھیج دو اور جن جن کے بغیر تمہارا کام نہ چلتا ہو ان کو اپنے پاس رکھو، خالد ایسے لوگوں میں ہیں جن کے بغیر تمہارا گذارہ نہیں ہو سکتا، اس لئے ان کو ساتھ رکھو

(د) پہلا خط بسند واقدی (فتوح الشام کلکتہ ۲ / ۲)

ابو عُبیدہ بن جرّاح کے نام

" میں تم کو شام کا گورنر اور مسلمانوں کی فوج کا سپہ سالار مقرر کرتا ہوں اور خالد کو معزول کرتا ہوں، والسلام "

ابوعبیدہ بن جراح کے نام

(شام کا سفیر خالد کی طرف سے جب دمشق کی فتح کا خط لے کر مرکزِ خلافت آیا تو اس خط میں خالد نے حضرت ابوبکر کو مخاطب کیا تھا، سفیر سے معلوم ہوا کہ شام کے مسلمانوں کو نہ تو حضرت ابوبکر کی وفات کا علم ہے نہ ابوعبیدہ کے تقرر اور خالد کی معزولی کا، ابوعبیدہ نے حضرت عمر کے مذکورہ بالا خط کا مضمون جس میں ان کو سپہ سالار مقرر کیا گیا تھا، مخفی رکھا تھا)[1]

عبداللہ عمر امیر المؤمنین کی طرف سے ابوعبیدہ بن جراح کو سلام علیک

میں اس خدا کا سپاس گذار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، میں نے تم کو مسلمانوں کا حاکم مقرر کیا ہے، اس عہدہ کو لینے سے شرماؤ نہیں، خدا حق بات سے کبھی نہیں شرماتا، میں تم کو خدا سے ڈرنے کی تاکید کرتا ہوں - میں نے تم کو خالد کے لشکر کا سپہ سالار مقرر کیا ہے، لشکر اپنی نگرانی میں لے لو، اور لشکر کی کمان سے خالد کو معزول کر دو، مسلمانوں کو غنیمت کی توقع میں کسی ایسی مہم پر نہ بھیجو جو ان کی تباہی پر منتہی ہو - نیز کوئی رسالہ دشمن کی ایسی فوج کی طرف نہ بھیجو جو تعداد میں بہت زیادہ

---

[1] واقدی اور ابن عساکر کے منقولہ خطوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابوعبیدہ بن جراح کے تقرر کا خط دمشق کے محاصرہ کے وقت آیا، نیز یہ کہ حضرت عمر کا یہ پہلا خط تھا - تاریخ کے تتبع سے اس بات کی تائید نہیں ہوتی، کیونکہ دمشق کی فتح رجب ۱۴ھ میں بتائی گئی ہے اور حضرت عمر جمادی الآخر ۱۳ھ میں خلیفہ ہوئے اور خلیفہ ہونے کے بعد فتح دمشق سے پہلے دو بڑی لڑائیاں ہوئیں، ایک فحل اور دوسری مرج الصفر، فحل ذوالقعدہ ۱۳ھ میں فتح ہوا اور مرج الصفر محرم ۱۴ھ میں، ان دونوں جنگوں میں ابوعبیدہ سپہ سالار تھے۔ بنا بریں واقدی اور ابن عساکر کی یہ تصریح کہ ابوعبیدہ کا تقرر دمشق کے محاصرہ کے دوران میں ہوا مانی نہیں جا سکتی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابن عساکر کے خط میں دمشق کا ذکر سہواً ہو گیا ہے، رہا واقدی کا منقولہ خط تو اس میں دمشق کے محاصرہ کی تصریح کے علاوہ غالباً حضرت عمر کے دوسرے خطوں کے بعض حصے گڈ مڈ کر دیئے گئے ہیں - میرا خیال ہے کہ اس باب میں اعثم کا بیان زیادہ قرین قیاس ہے -

ہو۔ مسلمانوں سے یہ نہ کہو کہ مجھ کو فتح کی امید ہے، کیوں کہ فتح امید سے نہیں، یقینِ محکم اور خدا پر بھروسہ سے حاصل ہوتی ہے۔ خبردار اپنے کسی فعل یا پالیسی سے مسلمانوں کو ہلاکت میں نہ ڈال دینا، دنیا کی طرف سے آنکھیں بند کر لو۔ اور اس کی محبت دل میں نہ آنے دو۔ خبردار، ایسے کام نہ کرنا جن کی پاداش میں تم ہلاک ہو جاؤ جس طرح پچھلی متمدن قومیں تباہ ہو چکی ہیں، تم نے ان کی تباہی دیکھ لی ہے اور ان کے باطنی امراض پرکھ چکے ہو۔ تمہارے اور حیات بعد الموت کے درمیان ایک ہلکا ہلکا سا پردہ ہے، تمہارے سلف آخرت کی طرف کوچ کر چکے ہیں، اور تم اس بے رونق دنیا سے کوچ کے منتظر ہو، بڑا ہوش مند ہے وہ جو کوچ کے لئے ہر وقت تیار رہے اور "خوفِ خدا" جس کا زادِ راہ ہو۔ جس قدر ممکن ہو مسلمانوں کی دیکھ بھال کرتے رہو۔ جَو اور گیہوں جو دِمشق کی فتح پر تمہارے ہاتھ لگا اور جس کے بارے میں تم سب جھگڑے تو وہ مسلمانوں کا حق ہے، اس کے علاوہ جو سونا چاندی ملا اس میں سے خُمس (مرکزی حصہ) نکال کر باقی آپس میں بانٹ لو۔ رہا تمہارا اور خالد کا صلح اور جنگ کے بارے میں اختلاف تو اس باب میں تمہارا فیصلہ ناطق ہے کیوں کہ تم سپہ سالار ہو۔ والسلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ علیک وعلی جمیع المسلمین۔

خالد سے بڑی کوتاہی ہوئی کہ انھوں نے ہرقل کی لڑکی کو پکڑا اور پھر ہدیۃً اس کے باپ قیصر کو لوٹا دیا، وہ فِدیہ کے طور پر بڑی رقم وصول کر سکتے تھے جو کمزور مسلمانوں کے کام آتی۔

ابو عبیدہ بن جرّاح کے نام

(یہ خط ابو عبیدہ کے اس خط کے جواب میں ہے جس میں انھوں نے رومیوں (بازنطینی حکومت) کے ایک بڑے لشکر کی اُردُن کے مقام فِحل میں جمع ہونے کی مرکز کو خبر دی تھی اور اپنے خط میں اس وعیدی پیغام کا ذکر کیا تھا جو رومیوں نے مسلمانوں کو ملک سے نکلنے کے لئے بھیجا تھا۔ فِحل کا اہم معرکہ ذوالقعدہ ۱۳ھ میں واقع ہوا۔

عبداللہ امیر المومنین کی طرف سے ابو عبیدہ بن جراح کو سلام علیک۔ میں اس خدا کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ تم نے اپنے خط میں رومیوں کی فوج کشی، ان کے موجودہ پڑاو (فحل) ان کے وعیدی پیغام کا ذکر کیا ہے اور وہ جواب بھی لکھا ہے جو اس وعیدی پیغام کے زیر اثر تم نے رومیوں کو بھیجا، تمہارا جواب اور دلیلیں جو تم نے اپنی لشکر کشی کے حق میں پیش کیں دانش مندی اور راستبازی پر مبنی ہیں۔

۲۔ میرا یہ خط اگر تم کو دشمن پر فتح پانے کے بعد ملے تو اس فتح کو بھی منجملہ ان بہت سے احسانات و عنایات کے خیال کرنا جن سے خدا ہمیں اور تمہیں نوازتا رہا ہے اور جن کا ہم کو گہرا احساس ہے، اور اگر اس خط کو پانے سے پہلے تم کو کسی معرکہ میں کوئی حادثہ پیش آیا ہو، تو ہراساں نہ ہونا، نہ دشمن کے سامنے بے بسی کا اظہار کرنا کیوں کہ بالآخر تم ہی فاتح ہوگے، سرزمین شام خدا کا ملک ہے خدا تمہارے ہاتھوں سے اس کو فتح کرائے گا اور اپنے نبی کی پیش گوئی پوری کرے گا۔

۳۔ صبر کا دامن مضبوطی سے تھامے رہو، خدا صبر کرنے والوں کی مدد کرتا ہے، یاد رکھو کہ دشمن کے مقابلہ میں اگر تم نے سچے دل سے خدا سے مدد مانگی تو وہ ضرور تمہاری مدد کرے گا۔

۴۔ جب تم دشمن سے معرکہ آرا ہو تو یہ دعا، مانگنا:۔

"مالک اب تک ہر موقعہ پر تونے ہی اپنے دین کی مدد کی ہے اور تو نے ہی اپنے وفاداروں کو عزت و کامرانی عطا فرمائی ہے، مالک آج بھی دشمن کے مقابلہ میں تو ان کی مدد کر، تو ہی ان کو فتح دلا، ان کو اپنے بل بوتے پر مت چھوڑ، کیوں کہ وہ کمزور ہیں، تو ہی ان کی کامیابی کی صورت نکال، اور اپنی رحمت سے دشمن کے مقابلہ میں ان کی دست گیری فرما، بے شک تو سب سے بڑا محافظ ہے[1]۔ (

[1] فتوح الشام ازدی، کلکتہ، ص۱۱۱

ابو عبیدہ بن جرّاح کے نام

یہ خط ابو عبیدہ کے اُس خط کے جواب میں ہے جو انھوں نے مُجل کے معرکہ میں رومیوں کی شکست اور علاقہ اُردن پر مسلمانوں کے بزورِ شمشیر قابض ہونے پر لکھا تھا اس خط میں ابو عبیدہ نے اُس اختلاف کا ذکر کیا تھا جو صحابہ کے درمیان اس علاقہ کی اراضی کے بارے میں ہوا کہ آیا اس کو فاتحین آپس میں بانٹ لیں یا سابق مالکوں کے پاس رہنے دیں اور ان سے خراج (لگان) وصول کریں[۱]۔

عبداللہ عمر امیر المؤمنین کی طرف سے ابو عبیدہ بن جراح کو سلام علیک۔ اس خدا کا سپاس گزار ہوں جس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں، تمہارا خط ملا جس میں تم نے لکھا ہے کہ خدا نے اہلِ دین کی عزت بڑھائی اور نافرمانوں کو خوار کیا اور ہمارے دشمنوں کو ٹھکانے لگا کر ہماری مشکل آسان کی۔ بہت بہت شکر ادا کرتا ہوں اس خدا کا جس کی عنایتیں ماضی اور حال میں ہمارے شامل رہی ہیں، جس نے مسلمانوں کی ایک جماعت کو سلامت رکھا اور دوسری کو شہادت سے نوازا، خدا ان کو اپنی خوشنودی اور مکرمت سے نوازے، خدا سے التماس ہے کہ ان کی قربانی کا اجر ہم کو عطا کرے، اور اُن کے بعد ہم کو سخت آزمائشوں سے محفوظ رکھے، وہ خلوص کے ساتھ مالک کے وفادار رہے اور اپنی ذمہ داریاں بوجہ احسن انجام دیں۔

۲۔ تم نے لکھا ہے کہ جس سرزمین (علاقہ اردن) کو مسلمانوں نے بزورِ تلوار فتح کیا ہے، اس کے بارے میں مسلمانوں کی ایک جماعت کی رائے ہے کہ وہاں کے باشندوں کو بحال رکھا جائے اور ان پر جزیہ لگایا جائے اور زمین کی کاشت ان کے ذمہ رکھی جائے، اور دوسری جماعت کی رائے ہے کہ چونکہ یہ علاقہ تلوار سے فتح ہوا ہے اس

---

[۱] فتوح الشام ازدی، ص ۱۲۱ – ۱۲۳

کو مسلمانوں پر تقسیم کر دیا جائے۔

۳۔ اس معاملہ پر میں نے خوب غور کیا اور میری رائے ہے کہ مفتوحہ علاقہ کے باشندوں کو بحال رکھو، ان پر جزیہ (حفاظتی ٹیکس) لگا دو اور جزیہ کی آمدنی مسلمانوں پر بانٹ دو، باشندے حسب معمول زمین کی کاشت کرتے رہیں، کیوں کہ اُن کو زمین کا مسلمانوں سے بہتر علم ہے اور کاشت کا کام اجنبی لوگوں کی نسبت وہ زیادہ عمدہ انجام دے سکتے ہیں۔

۴۔ اگر ہم نے باشندوں کو غلام بنالیا تو ہمارے بعد آنے والی نسلوں کا کون کفیل ہوگا؟ بخدا یہ عجب کس مپرسی اور بدحالی کے عالم میں ہوں گے، نہ ان سے کوئی بات کرنا روا رکھے گا اور نہ وہ کسی سے بات کرنے کے لائق ہوں گے، نہ کسی ذمّی کی دولت یا جائداد سے اُن کو کوئی فائدہ پہنچ سکے گا۔ جب تک یہ مسلمان جوان باشندوں کو غلام بنائیں گے زندہ ہیں، ان غلاموں سے نفع اٹھائیں گے، جب یہ اور ان کے غلام مریں گے تو ان کی اولاد غلاموں کی اولاد سے متمتع ہوگی اور یہ سلسلہ تا قیامت چلتا رہے گا، اور یہ لوگ ہمیشہ اہلِ اسلام کے غلام بنے رہیں گے۔ لہٰذا تم جزیہ لگاؤ اور غلام بنانے سے باز رہو۔

۵۔ کڑی نظر رکھو کہ کوئی مسلمان اُن پر ظلم نہ کرے، نہ اُن کو کسی طرح کا نقصان پہنچائے، نہ ان کے مال و دولت سے ناجائز طریقہ پر متمتع ہو[۱]۔

اس خط کا دوسرا نسخہ

قاضی ابو یوسف نے اپنی کتاب الخراج میں اس سے ملتا جلتا خط نقل کیا ہے جس کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے لیکن کتاب الخراج کے خط کا سیاق سباق مذکورہ بالا خط

---

[۱] فتوح الشام، ابو اسماعیل الازدی بصری کلکتہ ص ۲۴۲

کے بیاق سباق سے مختلف ہے، مذکورہ خط کا تعلق جیسا کہ بیان ہوا اُردُن اور اس کے دیہاتی علاقہ کی مفتوحہ اراضی سے تھا، کتاب الخراج کی روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ قضیہ یرموک کی فتح کے بعد پیدا ہوا، نیز یہ کہ ابو عبیدہ نے اس بارے میں مرکز کو خط شام کا اکثر حصہ فتح ہونے کے بعد لکھا تھا۔ ایک اور بات جو کتاب الخراج کے خط میں ہے اور جس کا ذکر مذکورہ خط میں بالکل نہیں وہ (جیسا کہ ہم مضمون خط میں ابھی دیکھیں گے) عیسائیوں کے تہوار میں صلیبیں نکالنے کے بارے میں ہے۔]

ابو عبیدہ بن جرّاح کے نام

"میں نے اُن فتوحات کے بارے میں جو خدا نے تم کو عنایت کیں، اُن صلحوں کے بارے میں جو تم نے شام کے لوگوں سے کیں اور اراضی کے بارے میں صحابہ کے مابین جو اختلاف رائے ہے، جیسا کہ تم نے ذکر کیا، غور کیا۔ اس سلسلہ میں میرا موقف قرآن کے ان فرمودات کے مطابق ہے:- وما أفاء اللہ علی رسولہ منهم فما أوجفتم علیه من خیل ولا رکاب ولکن اللہ یسلط رسلہ علی من یشاء واللہ علی کل شئ قدیر . . . وما أفاء اللہ علی رسولہ من اهل القری فللہ وللرسول ولذی القربی والیتامی والمساکین وابن السبیل کی لا یکون دولة بین الأغنیاء منکم . . . . وما آتاکم الرسول فخذوه وما نهاکم عنه فانتهوا واتقوا اللہ، ان اللہ شدید العقاب . . . . للفقراء المهاجرین الذین اخرجوا من دیارهم واموالهم یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا وینصرون اللہ ورسولہ اولئک هم الصادقون یہ لوگ مہاجرین اولین ہوئے، والذین تبوّا الدار والایمان من قبلهم

یحبون من ھاجر الیھم ولا یجدون فی صدورھم حاجۃ مما اوتوا ویؤثرون علی انفسھم ولوکان بھم خصاصۃ، ومن یوق شح نفسہ فاولٰئک ھم المفلحون، یہ لوگ ہوئے انصار، والذین جاء وامن بعدھم، یہ لوگ ہیں آدم کی اولاد، ان میں سفید، کالے، سرخ سب شامل ہیں، خدا نے ان کو مفتوحہ اراضی میں قیامت تک کے لئے شریک کر دیا ہے۔

(۲) پس مفتوحہ زمینوں کو ان کے مالکوں کے پاس رہنے دو اور ان پر اس قدر جزیہ لگادو جو وہ آسانی سے ادا کر سکیں، اور یہ جزیہ مسلمانوں میں بانٹ دو، زمینوں کے مالک زمینوں پر کاشت کرتے رہیں، کیوں کہ وہ اس کام سے زیادہ باخبر ہیں اور تم سے زیادہ بہتر طریقہ پر اس کو انجام دے سکتے ہیں۔

(۳) چوں کہ تم نے ان سے صلح کر لی ہے اور ان کی بساط کے مطابق جزیہ لگا دیا، تمہارے یا مسلمانوں کے لئے یہ ممکن نہیں کہ ان کی زمینوں کو غنیمت قرار دے کر آپس میں بانٹ لیں۔ خدا نے اس معاملہ میں صاف صاف طریق کار ہمارے سامنے بیان کر دیا ہے، چنانچہ فرماتا ہے:۔ قاتلوا الذین لا یؤمنون باللہ ولا بالیوم الآخر ولا یحرمون ما حرم اللہ ورسولہ ولا یدینون دین الحق من الذین اوتوا الکتاب حتی یعطوا الجزیۃ عن ید وھم صاغرون پس جب تم نے ان پر جزیہ لگا دیا تو تم ان سے اور کچھ نہیں لے سکتے، نہ اُن کو کسی قسم کا نقصان پہنچا سکتے ہو۔

(۴) سوچو، اگر ہم غیر مسلموں کو غلام بنا کر آپس میں بانٹ لیں تو ہمارے بعد آنے والے مسلمانوں کے لئے کیا بچے گا، بخدا ان کی حالت تو ایسی خستہ ہو جائے گی کہ کوئی ان سے بولنا تک گوارا نہ کرے گا اور نہ ذمی کی کسی چیز سے وہ متمتع ہو سکیں گے۔ ان غلاموں سے جب تک وہ زندہ ہیں مسلمان فائدہ اُٹھاتے رہیں گے، جب یہ

غلام اور ان کے مالک ختم ہو جائیں گے تو ان کی اولاد سے آقاؤں کی اولاد متمتع ہوتی رہے گی اور اس طرح یہ لوگ جب تک اسلام کا بول بالا ہے غلام بنے رہیں گے اور چونکہ اسلام کا منشا غلام رکھنا نہیں ہے، تم ان پر جزیہ لگا دو اور ان کو ذمی بناؤ۔

(۵) اور ان سے تم نے معاہدوں میں جو وعدے کئے ہیں ان کو پورا پورا وفا کرو۔

(۶) اس بات کا خاص خیال رکھو کہ مسلمان ان کے ساتھ کوئی زیادتی نہ کریں نہ اُن کو کسی طرح کا نقصان پہنچائیں، نہ ناجائز طریقوں سے ان کے مال و دولت سے فائدہ حاصل کریں۔

(۷) رہا صلیبوں کے نکالنے کا معاملہ (یہ عیسائیوں کا بڑا تہوار تھا) تو میری رائے یہ ہے کہ اگر یہ لوگ بلا جھنڈوں کے شہر سے باہر صلیبیں نکالیں جیسا کہ انھوں نے اجازت مانگی ہے تو تم ان سے تعرض نہ کرو، البتہ شہر کے اندر مسلمانوں کے محلوں یا مسجدوں کے پاس سے صلیبیں نہ نکالی جائیں[۱]"

ابو عبیدہ بن جراح کے نام

فتح دمشق کے بعد مسلمانوں کی ایک جماعت شراب نوشی کی مرتکب ہوئی، ابو عبیدہ نے اس کی شکایت مرکز خلافت کی تو حضرت عمر نے جواب میں لکھا

"جو شخص شراب پیئے اس کو اسّی کوڑے مارے جائیں، ایمان کی قسم، عربوں کے لئے فقر و تکلیف کی زندگی ہی مناسب ہے، ان کا فرض تھا کہ نیت درست رکھتے، خدا کی رضا جوئی کرتے، اس پر جان و دل سے ایمان لاتے اور اس کی نعمتوں کے شکر گذار ہوتے، اگر کوئی دوبارہ شراب پیئے تو اس کو بھی حد لگا دو[۲]"

---

[۱] کتاب الخراج، ابو یوسف، مصر، صفحہ ۱۴۰ - ۱۴۱

[۲] فتوح الشام واقدی، مصر، (۱/۶۱)

ابوعبیدہ بن جراح کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم، عبداللہ عمر امیرالمومنین کی طرف سے امین الامۃ (ابوعبیدہ) کو سلام علیک، میں اس آقا کا سپاس گذار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اس کے بنی محمد پر درود بھیجتا ہوں، خدا کے حکم اور منشار کو کوئی طاقت نہیں بدل سکتی اور جو لوح محفوظ میں کافر لکھ دیا گیا ہے اس کو ایمان نصیب نہیں ہو سکتا، تم کو معلوم ہو کہ جبلہ بن ایہم غسانی اپنے چچازاد بھائیوں اور خاندانی اکابر کے ساتھ ہمارے پاس آیا تھا، میں نے ان کی آؤ بھگت کی، سب نے میرے ہاتھ پر اسلام قبول کیا، ان کے اسلام سے مجھے خوشی ہوئی، کیوں کہ ان کے ذریعہ اللہ نے اسلام اور مسلمانوں کو قوت عطا کی، مگر پردۂ غیب میں جو چھپا تھا اس کا حال مجھ کو معلوم نہ تھا۔ ہم حج کے لئے مکہ گئے، جبلہ نے بیت الحرام کے سات طواف کئے دورانِ طواف میں اس کا ازار ایک فزاری عرب کے پیر تلے آگیا اور ازار کھل کر کندھے سے گر پڑا۔ جبلہ نے بڑھ کر فزاری کو دیکھا اور کہا: تیرا برا ہو تو نے خدا کے حرم میں مجھے ننگا کر دیا۔ فزاری نے کہا: خدا کی قسم میں نے قصداً ایسا نہیں کیا۔ تاہم جبلہ نے اس زور سے تھپڑ مارا کہ اس کی ناک زخمی ہو گئی اور اس کے اگلے چار دانت ٹوٹ گئے۔ فزاری میرے پاس فریاد لے کر آیا، میں نے جبلہ کو بلوایا اور کہا: تم نے اپنے فزاری بھائی کے کیوں تھپڑ مارا اور اس کے اگلے چار دانت توڑ دیئے اور اس کی ناک زخمی کر دی؟" جبلہ نے کہا: اس نے پیر کے نیچے میری ازار دبا کر کھول دی، خدا کی قسم اگر بیت اللہ کی حرمت کا مجھے خیال نہ ہوتا تو اس کو مار ڈالتا۔" میں نے کہا تم نے جرم کا اقبال کیا ہے، اب یا تو وہ تم کو معاف کر دے یا میں اس کا تم سے قصاص لوں گا۔" جبلہ نے کہا: مجھ سے قصاص لیا جائے گا حالانکہ میں بادشاہ ہوں اور وہ ایک معمولی عرب ہے!" میں نے کہا: تم دونوں مسلمان ہو

میں تمہارے اور اس کے درمیان اسلامی قانون کے بموجب فیصلہ کر دوں گا، جبلہ نے مجھ سے اگلے دن تک مہلت مانگی، میں نے مہلت کے لئے فزاری سے پوچھا اور وہ تیار ہو گیا۔ جب رات ہوئی تو وہ اپنے چچازاد بھائیوں کے ساتھ اونٹوں پر سوار ہو کر شام کی طرف کلب الطاغیہ (رومی قیصر) کے پاس نکل بھاگا، مجھے امید ہے کہ خدا نے چاہا تو وہ تمہارے ہاتھ آ جائے گا۔ حمص میں خیمہ زن رہو، آگے پیش قدمی نہ کرو، اگر حمص کے باشندے صلح کریں تو صلح کر لو، اگر صلح نہ کریں تو ان سے لڑو، اور اپنے جاسوس انطاکیہ بھیجو اور شام کے نصرانی عربوں سے چوکنا رہو۔ والسلام علیک وعلیٰ جمیع المسلمین[1]۔"

ابو عبیدہ بن جرّاح کے نام

ابو عبیدہ نے ضلع حمص کی (جو استحکام و وسائل کے لحاظ سے شام کا بہترین ضلع تھا) فتح کی خوش خبری کا خط مرکز کو لکھا (۱۵ھ) اور یہ خبر دی کہ حلب کے علاقہ میں جو اس وقت رومی قیصر اور اس کی فوجوں کا مستقر تھا، جارحانہ حملے کے لئے رسالے بھیج دئے ہیں۔

اس خط کے جواب میں حضرت عمرؓ نے لکھا:۔

"تمہارا خط ملا جس میں تم نے تلقین[2] کی ہے کہ میں ان علاقوں اور قلعوں کی فتح اور اس عنایت پر جس سے خدا نے ہم کو نوازا ہے سپاسگذار رہوں، میں خدا کا بہت بہت شکر ادا کرتا ہوں

(۲) تم نے یہ بھی لکھا ہے کہ شاہ روم کے اس علاقہ میں جہاں اس کا لشکر ہے، رسالے روانہ کر دیئے ہیں میری رائے ہے کہ تم ایسا نہ کرو، سارے رسالے واپس بلا لو، اور جہاں اس وقت ہو وہیں ٹھہرے رہو یہاں تک کہ یہ سال گذر جائے، اس کے بعد جیسا مناسب ہوگا تم کو ہدایت کی جائے گی، خدائے ذوالجلال سے اپنے تمام معاملات میں مدد کا طالب ہوں[3]۔"

---

[1] فتوح الشام، واقدی، مصر، ۱/ ۷۱ [2] ابو عبیدہ کے خط میں (جو فتوح الشام ازدی میں منقول ہے اور جس کی طرف اس خط میں اشارہ ہے) کوئی کلمہ ایسا نہیں جس سے ظاہر ہو کہ انھوں نے حضرت عمرؓ کو خدا کا شکر ادا کرنے کی تلقین کی ہے، یہ تلقین اس خط میں ضرور ہے جو فحل (علاقہ اردن) کی فتح پر ابو عبیدہ نے حضرت عمرؓ کو لکھا ملاحظہ ہو فتوح الشام ازدی ص۱۲۳ خط ابو عبیدہ، [3] فتوح الشام، ازدی، ص۱۲۹

(باقی آئندہ)